نعت کی ادامین جرأت نکرون اور زبان کو اس بلند معنی کے بیان مین نہ کھولون
اسواسطے کہ اس باب مین جو کچھ لکھا جاتا ہے اس کہنے سے عارفون کی نظر مین اپنا
نقصان ہے لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ امّا بعد جاننا چاہئے
کہ اس جسمانی ہیکل مین حقیقتِ انسانی کے نزول کا یہ سبب ہے کہ جو امانت اور دولت اسمین
چھپی ہوئی ہے کمال کو پہونچکر پھر اپنی اصل مین واصل ہو جاوے پس ہر فرد بشر کو
چاہئے کہ بہمہ تن سعی و کوشش کر کے ہمیشہ کے نقصان سے اپنے آپ کو بچاکر اور
تعینات کے وہم سے چھوٹکر اپنی اصل مین ملجاوے اوس تھوڑی مدت کو جو بے انقطاع
اور بے نہایت وطویل مدت کے درمیان واقع ہے بیہودہ اور واہیات کامونمین
نہ کھووے تا حسرت اور ندامت ابدی اور زیان و نقصان سرمدی نہ سہے اور زمرۂ اُولٰئِکَ
کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ اُولٰئِکَ ھُمُ الْغَافِلُوْنَ مین نہ رہے اور جو استعداد حق
تعالے جل علی شانہ نے تمام مخلوقات سے خاص اسکو کرامت فرماکر وَلَقَدْ کَرَّمْنَا
بَنِیْٓ اٰدَمَ کی شرافت و خلعت سے مشرف فرمایا ضائع نکرے کہ تمام موجودات کو اللہ
تعالیٰ نے انسان کے لئے پیدا کیا اور انسان کو اپنے لئے پس چاہئے کہ ہر ایک
آدمی ہمیشہ مطلب کی طلب مین رہے اور اوسکو ڈھونڈے کہ جو بندہ یا بندہ ہوتا ہے
کسی صاحبدل سے ملکر زحمتِ نقصان اور رنجِ ہجران سے چھوٹے خدایابی فقیر یابی پر
موقوف ہے جسنے فقیر کو نہ پایا خدا کو نہ پایا جسنے اوسکو پایا خدا کو پایا۔ ہرچند
اس کام کا مدار اوسکے فضل پر منحصر ہے نہ اپنی سعی و کوشش پر۔

بیت

گرچہ وصالش نہ بکوشش دہند ۔۔۔ آن قدر اے دل کہ توانی بکوش

اور واضح رہے کہ جناب رب کی بارگاہ مین پہونچنے کے دو طریق ہین ایک تو فضل کا طریق یعنی
حق سبحانہ وتعالے کسی فقیر کے پاس پہونچادے اور وہ کامل مرشد

ل؎ یعنی تیری تعریف کر سکتا ہون مین تیری جیسی بار تعریف کیا جیسے تونے اپنی تعریف کی ۱۲ محمد جلال الدین دہلوی عفی عنہ

۲؎ ... آدمی ... مین ... محمد جلال الدین دہلوی عفی عنہ ۱۲

۳؎ اور مخلوق ... آدم کی اولاد کو ... محمد جلال الدین دہلوی عفی عنہ ۱۲

ایک نظر اور ایک بات مین دامن مقصود بھر دے اور اُسکی آنکھ سے پردہ اُٹھا دے
اور خوابِ غفلت سے بیدار کرکے بے رنج ریاضت اور شدتِ مجاہدت
معشوقِ حقیقی کا جمال اُسکو دکھا دے اور اُسکو اُسکی خودی سے چھوڑا کر
بے بیم اور بی بیپسر کے مرتبہ کو پھونچا دے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ
وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۔ دوسرا مجاہدے اور ریاضت کا طریق وہ
اس طرح پر ہے کہ لوگون کی باتین سنتے یا بزرگون کے اقوال لکھے دیکھی کہ بعض
آدمی اسطرح واصل ہوئی ہین اور جیساکہ حقِ معرفت ہی حق کو پہچانا ہے جبکہ اس راہ
پر باتون اور کتابون کے ذریعہ سے ثابت قدم ہوجاوے پھر جستجو کے طریق مین
مضبوط قدم رکھے اور کامل کوشش کرکے مرشد کے پاس پہنچی اور جس راہ پر اس
قدم کے واصل چلی ہین وہ راہ معلوم کرے اور ریاضت اور مجاہدت کی داد دے
بایں ہمہ اگر فضلِ الٰہی شاملِ حال ہو تو ہزار محنت اور رنج کے بعد مراد اور مطلب
برآری کی صورت دکھائی دیگی اور سلف کے طریق کی برکت سے اپنی تمنائی
دلی کو پہونچیگا ہزار شکر کہ یہ نیازمند درگاہ صمدی محمد داراشکوہ قادری حنفی اسی طائفہ
سی ہے جسکو فضل الٰہی کے جذب نے بی ریاضت اور مجاہدہ کے کاملین کی
نظر کی تاثیر سی اپنی طرف کھینچ لیا ہے اور بی نہایت عنایت سی منزلِ مقصود پر
پہنچا دیا ہی اور یہ فقیر بی مرتبہ تحریر و تقریر دقایق عرفان اور توحید کو جیساکہ معرفت
کا حق ہے ایک ایک سمجھہ گیا پھر اکثر اپنی زمانہ کے بزرگون کی ملازمت اور صحبت
مین رہا اور انکی متبرکہ انفاس سی متمتع ہوا اب تمام انبیاء اور اولیا کے مراد اور مطلب
کو جیساکہ چاہئی تحقیق کرکے چاہتا ہون کہ کچھہ اُن عزیزون کے اسامی اور
احوال مین ایک کتاب لکھون کیونکہ شب جمعہ کو آٹھوین رجب المرجب ۱۰۴۹ھ ہجری مین
القا ہوا کہ خدا کے ولیون مین کے سلاسل مین بہت بہتر سلسلہ عالیہ اور

طریقہ سینہ حضرات قادریہ کا ہی کہ سرورِ عالم مفخرِ بنی آدم بادشاہِ انبیا مرشدِ اولیا مہرِ
سپہرِ نبوت مخاطب بخطابِ لولاک لما اظہرت الربوبیت رسول الثقلین سید الکونین خاتم
المرسلین محبوب رب العالمین احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشوائے
عارفان مقتدائی واصلان برہانِ شریعت سلطانِ طریقت گنجِ حقیقت بحرِ معرفت ہادیِ
اہل اللہ قایل قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ شیخ الاسلام خلف سید الانام قطب
المحققین غوث الثقلین ابو محمد حضرت محی الدین سید عبد القادر جیلانی الحسنی
الحسینی الحنبلی رضی اللہ عنہ کو پہنچا اور انسے بالشرفِ مشایخ زمان اقدمِ اولیائی
جہان مخزنِ اسرارِ غیبی مطلعِ انوار لاریبی دانائے دقایقِ عرفان واقفِ اسرارِ یزدان
دلیلِ اہلِ حقیقت رہنمائیِ سالکانِ طریقت محرمِ حریمِ جلال وجمال شاہدِ بزمِ
وصال اولیائی ربانی محی الدین ثانی پیرِ دستگیر شیخ سنیر قدس اللہ روحہ الاقدس
اور انسی بے واسطہ منتقل ہوکر شاہِ محققان سلطانِ اہلِ عرفان سیاحِ بادیۂ
تجرید سباحِ بحرِ توحید سالکِ طریقِ لقا واقفِ مواقفِ فنا وبقا محرمِ حریمِ یزدانی
گنجورِ توحیدِ ربانی دانائی اسرارِ وحدت منزہ از آفاتِ کثرت استادی ومرشدی
مولانا شاہ سلمہ اللہ تعالے وابقاہ کو اور انسے بے واسطہ راقم الحروف کو
اور اسی رات کو اس رسالہ کے لکہنے مین مصروف ہوا جو طالبانِ طریق کو خدا
کی راہ دکہانے مین ہے تمام تصانیف مین میرا یہ طریقہ تہا کہ قرآن مجید
اور فرقانِ حمید سے تفاول لیکر اشارۂ الٰہی کے مقتضا کے موافق نام
رکہا کرتا تہا اس رسالہ کا نام بہی دل مین حق نما گزرا اس آیۂ کریمہ کے
بعد جو حق نما اور اس کتاب کے بزرگی کی طرف دلالت کرتی ہے وَلَقَدْ
آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ مِنْ بَعْدِ مَا أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ الْأُولَى بَصَائِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لَعَلَّهُمْ
اور از بسکہ اس آیت کو اس نام کے ساتھ تمام مناسبت تھی اس رسالہ

شریفیہ کو حق نما کے ساتھ زرباعی خواہی کہ دولت ز وصل گرد د گاشن ؎
خود را تو بجست و جوی دلبر افگن ؎ از قبلہ نما چو قبلہ را مے یابند ؎
دریاب ز حق نما تو حق را روشن ؎ جو کوئی کامل مرشد کے شرف صحبت سے
کمال کو نہ پہنچا ہو اور اُسکو کامل کی شناخت نہ ہو وہ اس رسالہ کو پڑھے
اور تفکر اور تدبر کی نظر سے دیکھو اول سے آخر تک ایک ایک پر عمل کرے
امید ہے کہ مطلب کو پہونچکر مشرب صافی توحید سے جو کمال انسانی اور
عرفان ربانی کے انتہا ہی بہرہ مند ہوگا اور ہر مطلب کو جنسے سلف و خلف
کی کتابین پڑھین اور لوگ اُنکو نہین سمجھہ سکتے جان لے گا خلاصہ فتوحات اور
فصوص اور سوانح اور لوائح اور لمعات اور لوامع اور تمام تصوف کی کتابین
سمجھہ لے گا رباعی تو باطن شرع گر ندانی بخصوص ؎ ور ہم نکنی نظر تو بر نقد
نصوص ؎ یکدان و مدان تو غیر او در دو جہان ؎ اینست حقیقت فتوحات
فصوص ؎ جاننا چاہیے کہ اس رسالہ مین جو کچھہ لکھا ہے اوضاع اور اطوار
نشست و برخاست اور اعمال و اشغال خاص سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم
سے ہے اسمین سر مو تفاوت و تجاوز نہین جو خدا رسیدہ اس رسالہ کو ملاحظہ
کریگا داد انصاف دیگا کہ اس فقیر کو اللہ تعالے نے کس درجہ فتح الباب فرمایا
اور اس لباس مین کس مرتبہ فقر اور عرفان کے دروازے کھولے سارا
جہان جان جاوے کہ اُسکا کام بے علت کے ہے جسکو چاہتا ہے خواہ وہ
کسی لباس مین ہو اپنی طرف کھینچتا ہے یہ ایسی دولت نہین جو ہر ایک کو
ملے مگر ہزار شکر کہ اس نیاز مند کو ملی ہے چنانچہ شروع جوانی مین ایک خواب
دیکھے چار دفع ہاتف نے آواز دی کہ روی زمین کے کسی بادشاہ کو یہ دولت
میسر نہین ہوئی جو اللہ تعالی تجکو ارزانی فرماتا ہے جاگ کر قرآن شریف کر

اس خواب کی تعبیر دیکھی اور اس دولت کا منتظر تھا کہ اسکے آثار ظہور میں آئے
دن بدن اسکی روشنی بڑھتی گئی اور جن دنون مین کہ طلب دامنگیر تھی اس
جماعت کے ساتھ کمال اعتقاد درست کیا اور اس گروہ کے عمر کی تعداد اور
مولد اور مدفن وغیرہ حالات اور واقعات مین مین نے ایک کتاب لکھی قدس اللہ
ارواحہم جسکا نام سفینۃ الاولیاء رکھا پھر شرف ارادت سے مشرف ہو کر سلوک
کا طریقہ حاصل کیا اور اس طائفہ کے اطوار سے واقفیت حاصل کر کے
اپنے مشایخ کی کرامات اور اطوار اور مقامات اور آثار مین فوائد اور نکات سمیت
دوسری کتاب لکھی جسکا نام سکینۃ الاولیاء رکھا اب جو حق سبحانہ تعالی نے
میرے دل پر توحید اور عرفان کے دروازے کھولے اور فتوحات اور فیوضات
خاص مجھکو دیئے وہ سب اس رسالہ مین لکھے جاتے مین اِنَّ فِی ذٰلِکَ
لَرَحْمَۃً وَّذِکْرٰی لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۰ اس سلسلۂ عالیہ مین اور سلسلون کے مانند رنج
و ریاضت اور محنت و مجاہدت نہین **شعر** ریاضت نیست پیش ما ہمہ لطف ست
و بخشایش ؛ ہمہ مہر ست و دلداری ہمہ عیش ست و آسایش ؛ حضرت
شیخ فریدالدین عطار نے فرمایا ہے شَیْخُکَ مَنْ یَّدُلُّکَ عَلٰی رَاحَتِکَ لَا مَنْ
یَّدُلُّکَ عَلٰی تَعَبِکَ یعنے شیخ تیرا ایسا ہے کہ تجکو بے ریاضت کے خدا تک
پہونچاوے ایسا نہین جو رنج و تعب سے ملاوے مولانا جلال الدین صاحب
رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین **بیت** زچندین رہ بہ ہانیت آمدہ اودرین
عالم ؛ بنا ورد ت برائے انتقام آن جہان آخر ؛

فصل اول عالم ناسوت کے بیان مین عالم ناسوت اس عالم کا نام ہے
بعضے اس کو عالم شہادت اور عالم ملک اور عالم مثال اور عالم بیداری بھی
کہتے ہین اور یہ نہایت تنزل یعنی نیچی کا مرتبہ ہے اسی عالم مین حق وجود کو

کمال لذت ہے جس دردمند کو حق کی طلب کا شوق ہووے تو اول چاہیے
کہ وہ خالی جگہہ مین تنہا جاکر بیٹھے اور اُس فقیر کی صورت جسکی ساتھہ نیک گمان
رکھتا ہو یا معشوق کی صورت جس سی مجازی عشق کا تعلق اور رابطہ ہو یا اپنی
باپ دادا کی صورت کو اگر دیکھا ہو تصور کرے [1] **طریق تصور** آنکھین بند کر کے
جسصورت کو دیکھا ہو اسکی ساتھہ دل سے متوجہ ہو کر دل کی آنکھہ سے دیکھے
اور دھیان کرے دل تین جگہہ مین ہے ایک سینہ کے اندر بائین پستان
کے دو انگل نیچے ہے اسکو صنوبری دل کہتے ہین کیونکہ وہ صنوبر یعنی
چیڑ [2] کے پھول کے مانند ہے اور یہ دل انسان اور حیوان سب رکھتے
ہین شعر انچہ بصورت دلِ انسان بود * بر درِ قصاب فراوان بود شعر ہے
دلِ انسان کے ہم شکل جو * تم درِ قصاب پہ جا دیکھلو * مگر یہان خاص
آدمیون کا دل مراد ہے دوسرا دل اُمّ الدماغ یعنی دماغ کی جھلی مین ہے
اُسکو مدوری اور دلِ بیرنگ بھی کہتے ہین اسکی یہ خاصیت ہے کہ جسوقت سالک
اس دل کیطرف متوجہ ہوتا ہے خطرہ کو اصلا دخل نہین رہتا نہ اس جگہہ وسوسہ
کا قابو ہے تیسرا دل جو نشست گاہ کے درمیان ہے اسکو دل نیلوفری
کہتے ہین اور جو توجہ کہ تصور مین مذکور ہوئی صنوبری دل کے ساتھہ متعلق [3]
ہے اور اس مثالی صورت کو جو اس تصور مین دل کی آنکھہ سے دیکھتے
ہین عالمِ مثال کہتے ہین اُس تصور کو جو کشفِ ملکوت کے مقدمہ مین ہے ملکوت سے جدا
کر کے اُس کا نام عالمِ مثال رکھا ہے ورنہ عالمِ مثال عالمِ ملکوت مین
داخل ہے پھر جسوقت طریق مذکور کے موافق تصور کرے گا رفتہ
رفتہ وہ صورت ٹھیک ٹھیک جم جاوے گی تو یہہ عالمِ ملکوت
کے فتح کا سبب ہے جب اچھی طرح یہ صورت خوب نظر آنے لگے

مبارک ہو کہ عالم مثال کھل گیا اس کام مین بہت مصروف ہونے سے کوئی دیکھی ہوئی شکل چھپی نہ رہیگی ❖—

فصل دوسری

فصل دوسری عالم ملکوت کے بیان مین اس عالم کو عالم ارواح اور عالم غیب اور عالم لطیف اور عالم خواب کہتے ہین ہر چند کہ یہ صورت بھی عالم ناسوت کی مانند ہے لیکن عالم ناسوت فانی ہے اور یہہ عالم ملکوت کبھی فانی نہین ہوتا ہمیشہ باقی رہے گا افادہ خواب ایک سبک موت ہے اور موت ایک گران خواب ہے اور جو عالم مثال اوپر لکھا گیا عالم ملکوت کی کنجی ہے اور عالم صورت کو جو آنکھہ بند کر کے دیکھا جاتا ہے وہ روح کے شکل مراد ہے بدن کی نہین پس ظاہر ہوا کہ آدمیون کی ارواح کی وہی صورت ہے جو عالم شہادت مین بے بدن کے موجود ہے اور ہر وقت نظر آسکتی ہے جو کوئی سوتا ہے خواہ ہوشیار ہو یا غافل اسکی روح آنکھہ اور جان اور زبان اور سارے باطنی حواس اور قوائین ظاہر کے حواس اور قوا کی بی وسیلہ کی بدن لطیف قبول کر کی عالم ملکوت مین سیر کرتی ہے ہر ایک کا دل لطافت اور واقفیت حاصل کر کے عالم ملکوت مین اچھی اچھی صورتین دیکھہ اور پاکیزہ آوازین سنکر خوش ہوتا ہے اور جسکا دل کثافت اور غفلت کے نیچے دبا ہے بُری صورتین اور کریہہ آوازین سنتا اور دیکھتا ہے اور عالم ناسوت مین جو کچھہ گرفتاری ہے وہی دیکھتا ہے اور بے مزہ ہوتا ہے پھر بیداری مین بھی اسکا نتیجہ نکلتا ہے شنو اگر ان اشغال مین سے جو لکھے جاتے ہین کوئی شغل کرے تو اسکے دل کا زنگ دور ہو کر دل کا آئینہ روشن ہو اور اولیاؒ اور انبیاؑ اور فرشتون کی صورتین اسمین منعکس ہون گے اور بے خواہش کے مرشد کی صورت اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کبار اور اولیاء رجال وقار کی صورتین دکھائی دینگی

اور اُن صورتون سے زبانِ دل اور زبانِ حال کے ساتھ جس مشکل کا سوال
کریگا اُسکا جواب سُنیگا جس سے دل کا یقین زیادہ ہوگا اور مشکل آسان ہوگی اور عالمِ
ملکوت مین پوری تسلی ملیگی جو کسی بزرگ کی شکل دکھائی دے حضرت سرورِ کائنات
صلواۃ اللہ علیہ وسلامہ کی زیارت کی درخواست کرے تا اپنے مرشد اور اُن بزرگون
کے وسیلہ سے مشرف بزیارتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہووے جو پیغمبر خدا صلی
اللہ علیہ وسلم کے شکل مبارک دیکھے یقیناً جان لے کہ آن سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کی صورت مبارک ہے صحیح حدیث شریف مین آیا ہے مَنْ رَآنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ
رَآنِیْ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ یعنی جسنے مجھے خواب مین دیکھا
بیشک اُسنے مجھے دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل نہین بنا سکتا اور یہ ظاہر
و باہر ہے کہ یہ حدیث عالمِ ملکوت کے باب مین ہے جب انسان کی طبیعت
معرفت کی مہاجرت سے کثافت کی طرف مائل ہووے تو اُس سے لطافت دور
ہو جاتی ہے بس عالمِ ملکوت اسی واسطے ہے کہ لطافت کا راستہ دکھاوے
اور پہچان لے کہ اُسکی اصل تو لطیف ہے صرف بدن کی صحبت سے روح
کثافت مین دب گئے تھے کس واسطے کہ اگر بدن کی صحبت روح پر غالب آتی ہے
تو روح کا حال بھی بدن کی طرف پھر جاتا ہے جو روح کی صحبت بدن پر
غالب ہو تو بدن بھی لطیف ہو جاتا ہے جیسے آنحضرت صلعم روح کی صحبت
بدن پر اسی غالب آئی تھی کہ بدن مبارک بھی کمال لطیف تھا اسی لئے بدن
مبارک پر مکھی نہین بیٹھتی تھی اور سایہ بھی زمین پر نہین پڑتا تھا کیونکہ جو لطیف
ہے نہ اُسکا سایہ ہو سکتا ہے نہ مکھی کے بیٹھنے کی طاقت چونکہ روح ہوا سے
بھی زیادہ لطیف ہے اُسکو کوئی حجاب اور مانع نہین پھر کیا عجب ہے جو آن
سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بدن سمیت معراج ہوئی ہو اور عیسیٰ علی نبینا علیہ

السلام بدن کے ساتھہ آسمان پرمین اَرْوَاحُنَا اَجْسَادُنَا اَجْسَادُنَا
اَرْوَاحُنَا پھر جب عالم مثال سے ملکوت مین آگیا اور نیک وبد روحین
دکہائی دینے لگین اور ملائکہ کی صورتین بھی ارواح کی طرح دکہائی دین اسوقت
چاہئے کہ اس کیفیت اور توجہ کو چند سے ہاتھہ سے ندے تا عالم لطافت کی
حقیقت جو اصل ہے اور یہ عالم اسکا سایہ خوب روشن ہو اب جو کچھہ چاہیگا
اسمین مشاہدہ کرسکیگا جو عالم لطافت مین نسبت تمام بہم پہنچے مبارک ہو کہ عالم
ملکوت کھل گیا لیکن اصل مطلب اور ہے مناسب ہے کہ اس میدان مین نہ
نہ ٹھہرے اور اپنی آپ کو اس بھنور سے نکال کر اور صورت پر نظر نکر کہکر
عالم صورت مین دل نہ دے اور کشف وکرامات کی خواہش نکرے کہ اس
مرتبہ مین کشف وکرامات بہت ہے چنانچہ ایک دفعہ حضرت میان شاہ سعید
قدس سرہ کی آنکھہ کی پلک پر دانہ نکلا اس سے نہایت تکلیف تھی جراح کو
علاج کیلئے بلایا جراح نے اس دانہ کو چیرنا چاہا میان تتہا جو آپ کے مرید وعزیز
بڑے کامل تھے بولے ذرا دم لو اور عالم ملکوت کی طرف متوجہ ہوئے ایک
شخص سے اس عالم مین دیکھکر پوچھا کہ دانہ کا علاج جو پلک پر ہوا ہے کیا ہے
اسنے کہا تخم خیار یعنی کھیرے کے بیج پیسکر اس دانہ پر لگادو اسیوقت آنکھین کہولکر
فرمایا کہ تخم خیار پیسکر لگادو اسکے لگاتے ہی صحت ہوئی ایک نے حاضرین مجلس
سے عرض کیا کہ میان تتہا آپ آنکھہ کے علاج سے واقف ہین فرمایا نہین مگر
عالم ملکوت مین تمام دوائین .... موجود ہین جو اس عالم کی طرف متوجہ
ہوا یہہ علاج ملا کیونکہ عالم ملکوت مین جو صاحب دل کہتا ہے بیشک وہی ہوتا
ہو اس شخص نے التماس کیا شاید حضرت کو عالم ملکوت مین تصرف نہین ہے
جواب دیا کہ میں نے یہہ دوا دریافت کی فرماتا ہین اس عالم ملکوت کو طی کرچکا ہون میرا

اس عالم کی طرف توجہ کرنا تنزل کا موجب ہے کیونکہ یہ عالم نیچے کے درجہ مین ہے
تنبیہ بہت سے فقیر کشف وکرامات کی چاٹ پر اس عالم ملکوت ہی مین
اولجھ رہ گئے ہین اور اصل راہ گم کرکے اسمین پہنس گئے ہین سالک کو اس سے
عبور کرنا لازم اور مناسب ہے کیونکہ جو حقیقت اور معرفت کے راہ چلنے والے
ہین انکو عالم ناسوت اور عالم ملکوت اور جبروت سے ضرور گزرنا پڑے گا
لیکن چاہیئے کہ انکی طرف التفات نکرے اور انسے آگے بڑہنے مین جلدی
بھی نکرے ورنہ وہ جلد ہی سد راہ ہو جاوینگی فقرا کے طریقہ مین فتح عالم ملکوت
فتح عظیم ہے یہ طریق حضرت غوث الثقلین کا ہے رضی اللہ تعالے عنہ چنانچہ شیخ
ابو عمر صدیقی قدس سرہ کہتے ہین کہ مین جو سید العارفین حضرت غوث
الاعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت مین حاضر ہوا تو حضرت نے طاقیہ مبارک میرے سر پر
رکہا اسکے خنکی میرے دماغ مین پہونچی اور مجہپر عالم ملکوت کہل گیا یعنی سنا
کہ عالم اور جو کچھ عالم مین ہے حق کی تسبیح کہتے ہین طرح طرح کے لغات او
تقدیس سنی قریب تہا کہ میری عقل زائل ہو آنحضرت رضی اللہ عنہ نے
روئی کے پہوئے جو ہاتھ مین تھی میرے کان مین رکھی تب میری عقل
ٹھکانے رہی جبکہ عالم مثال اور عالم ملکوت سالک پر کھل جاوے چاہیئے کہ اس
سلسلہ کے بعض اشغال مین سے بھی چند شغل برتے جنسے دلکو روشنی
اور صفائی حاصل ہو اور جو آئینہ دل مین زنگ جما ہے دور ہو تاکہ ہر طرف کہ
یار کے جمال کا مشاہدہ کرے کیونکہ حضرت دل کو عرش الرحمن کہتے ہین اسوجہ
سے کہ اس جگہ سے ذات کی حقیقت کہلتی ہے اور پریشان شدہ حواس
خمسہ اسکی توجہ سے جمع ہوتے ہین ❊

طریق شغل اسم ذات اسم اللہ کو زبان کی بے حرکت کے آہستہ آہستہ

دلمین کہتا رہے اس اسم مبارک کے کہنے کی کثرت سے یہان تک نوبت پہنچ گئی
کہ خواب مین بھی دل کو آگاہی اور ہوشیاری رہیگی ف یہ اسم بہت بزرگ
جامع جمیع اسما ہے کوئی چیز اس اسم سے باہر نہین ہے اس اسم اعظم کے معنی یہ
ہین کہ وہ ہی ہے صاحب تین صفت کا یعنی صفت ایجاد و ابقا و فنا تمام پیدائش
اور کل موجودات ان تینون صفات مین داخل ہین لیکن اس اسم اعظم کے ان
معنی اور بھید سے بعض کامل مشایخ کے سوا ہر کوئی واقف نہین ہو

دوسرا شغل حبس دم جو عمدہ اور فقیر کا مختار طریقہ ہے اسکے بغیر کشود
نہین ہوتا سبکو اسپر عمل مین لانا چاہیئے کہ اسمین عمدہ کشایش میسر ہے
طریق تنہائی مین دل کو وسوسون سے اور دنیوی حاجتون سے خالی کرکے
نیم جلسہ کے طور پر بیٹھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کی یہ طرز ہے
دونون ہاتھ کے کہنیون کو دونون گھٹنون کی چپنی یعنی سر پر رکھکر دونون
ہاتھ کے انگوٹھون سے دونون کان کے سوراخ بند کرے تاکہ اوس راہ سے
دم باہر نجاوے اور دونون شہادت کی انگلیون سے دونون آنکھین بند کرے
یعنی آنکھون پر انگلیون کو رکھے اور خنصر اور بنصر انگلیون سے دونون
ہونٹون کو بند کرے اور دونون میانہ انگلیون کو ناک کے دونون نتھنون
پر اس ترکیب سے رکھے کہ اول داہنی طرف کا سوراخ مضبوط پکڑ کر دم کو بند کرے
اور بائین طرف کے ناک کے سوراخ سے لا الہ کہکر دم کو دماغ پر
پہونچا کر دل کی طرف لاوے بعد ازان بائین سوراخ کو بھی محکم کرکے حبس دم
مین مشغول ہو اس عمل کے شروع سے کثرت کے کمال تک کہ جہانتک تکلیف
معلوم نہو اور دل نہ گھبراوے دم کو روکے اور دم کو چھوڑنے کے وقت
جو انگلی کہ بائین نتھنے پر رکھی ہے اٹھا کر اور دم کے ساتھ الا اللہ کہکر باہر کو بہت آہستہ سانس

سے دم چھوڑے کہ جلد دم کے چھوڑنے سے

سے دماغ کو نقصان پہونچتا ہے اسی طریق سے جس قدر کہ ہو سکے تھوڑا
تھوڑا کرتا رہے اس شغل کے بعض عاملوں نے یہانتک ربط پیدا کیا ہے
کہ چار مرتبہ کے دم کے چڑہانے اور اتارنے مین چار پہر آخر کر دیئے
یعنی ایک پہر تک دم کو روکا اخوند مولانا ملا شاہ نے اس مرتبہ تک پہنچایا
تھا کہ عشا کی نماز پڑہ کر حبس دم فرماتے تھے اور صبح کی نماز کے وقت خواہ
بڑی رات ہو یا چھوٹی دم کو چھوڑتے تھے پندرہ برس تک متواتر یہی
عمل رہا اس شغل کے اثر سے فتح عظیم نے ظہور پایا اور حال مین حقیقی
دولت کے دروازے کہلے اس شغل کے فوائد مین سے ایک یہ بھی فائدہ
ہے کہ نیند بالکل جاتی رہتی ہے چنانچہ تیس برس حضرت اخوند مولانا شاہ
نہ سوئے اور یہ شغل بزرگ دل کے آئینہ سے زنگ کا دور کرنے والا اور
آب و گل کے کدورت سے صفائی دینے والا ہے حضرت غوث الثقلین
رضی اللہ عنہ کے سلسلہ سے اس فقیر کو تحقیق کی رو سے پہنچا ہے اور
اس شغل کا نام حضرت غوث الاعظم رح نے رو مرو فرمایا ہے —
حضرت میان میر قدس اللہ سرہ نے اس شغل کو اسقدر بڑہایا کہ دم کے
روکنے کے بعد دم چھوڑتے وقت تک صنوبری دل کی زبان سے
جو سینہ مین ہے الا اللہ کہتے تھے کیونکہ خالی بیٹھنے مین جو خطرے آتے
ہین وہ الا اللہ کہتے ہی دور ہو جاتے ہین پھر اور طرف توجہ کرنے سے
پھر آ جاتے ہین اس لیے اس شغل کا نام حضرت میان میر نے زدوبرد
رکہا ہے کیونکہ جو اس اسم شریف کا دل کے ساتھ ورد کرتا ہے کامیاب
ہوتا ہے سلوک کی راہ مین خطرے بہت ہین حضرات مشایخ رحمۃ اللہ علیہم
خاصکر حضرت غوث پاک نے خطرون کے بند کرنیکی لیے بہت علاج فرمائے

جنین سے ایک تو یہی ہے جو اوپر مذکور ہوا دوسرے یہ کہ جس شخص کے صنوبری
دل مین بہت خطرے آتے ہون چاہیئے کہ صنوبری دل سے جو خطرون
کی جگہہ ہے توجہ اُٹھا کر مدوّری دل کی طرف توجہ کرے چونکہ یہ دل بیرنگ
ہے اس جگہہ خطرہ کو گنجایش نہین ہے۔

دوسرا طریق خطرہ دور کرنے کا یہ ہے کہ خطرہ کو بھی غیر نجانے اور جو
خطرہ کہ پیش آوے اُسکو شغلِ شریف حبس دم کے ساتھہ بطریق مذکورہ
بالا کے بدل دوے جو کوئی شخص چند روز اس عمل کو کریگا اسکی دل اور وجود
مین عجیب حرارت اور غریب لطافت اور شوق عظیم اور روشنیِ لطیف پیدا
ہوگی کہ کثافت اور غفلت کو تمام وکمال دور کریگا اور ذوق بے اندازہ ملیگا
اور اس شغل کی لذت خود بیکاریون سے باز رکھیگی لیکن ہر وقت اور
ہر مقام مین یہ شغل کرنا نہین چاہیے جسوقت خلوت مین ہو اس شغل شریف
مین مشغول رہے سیر اور خلق کی صحبت کے وقت پاس انفاس کا شغل
جو بیان کیا گیا ہے مناسب اور بہتر ہے اُسکو ہر وقت اور ہر جگہہ جاری
رکھنا چاہیے۔

تتمہ شغل حبس دم مین چاہیئے کہ ہمیشہ دل کی طرف توجہ رکھے
کہ اس شغل مین اندرونِ دل سے آوازین سنائی دینگی چنانچہ حضرت مولانا
روم قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہین شعر برلبش قفل ست و در دل
رازہاست لب خموش و دل پر از آوازہاست + اور یہ آواز بعضے وقت
زنبور خانہ کے آواز کی مانند آتی ہے بعضے وقت جرس اور دیگ کے جوش
کی مانند آواز نکلتی ہے چنانچہ متقدمین سے ایک بزرگ نے اس طرف
اشارہ کیا ہے **رباعی** سنجہا بانگ زنبوران نماید چو اندر گوشِ ما گوید نگار

ہمہ عالم گرفتہ آفتاب بے * زہی کورے کہ میگوید گداش * یہان ذاکر یہ گمان
نکرے کہ یہ آواز اسی کے دل مین ہے بلکہ تمام عالم اندر اور باہر سے
اسی آواز سے پُر ہے اشعار برآور پنبۂ پندارت از گوش * ندائے واحد
القہار مینوش * ندا می آید از حق بر دوامت * چرا گشتی تو موقوف قیامت
اسکی حقیقت سلطان الاذکار کے شغل کے بیان مین جو آپ ذکر کیا جاتا ہے
طالب پر ظاہر ہوگی۔

شرح شغل سلطان الاذکار

تفسیر شغل سلطان الاذکار فقرائے اسپر اتفاق کیا ہے کہ
باسناد معتبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ظاہری اور باطنی عمدہ
اور نایاب نعمت ہے صحابہ اور اون سے سلسلہ بسلسلہ حضرت غوث الثقلین
رضی اللہ عنہ اور اُن سے سلسلہ بسلسلہ ہم تک پہونچی یہ آواز کا شغل ہے اسکو
فقرا کے طریقہ مین سلطان الاذکار کہتے ہین اور آواز تین قسم کی ہوتی
ہی ایک دونون آنکھون کے ملانے سے نکلتی ہے جیسے دونون ہاتھون کے
ملانے کی حرکت سے تالی کی آواز ہے کہ ایک ہاتھ کی حرکت سے اصلا
آواز نہین نکلتی اور اس آواز کو محدث اور مرکب کہتے ہین دوسری قسم
جسم کے بے حرکت اور آتش و باد وغیرہ عنصر کے بے ترکیب سے انسان
کے اندر سے نکلتی ہے اس آواز کو بسیط و لطیف کہتے ہین تیسری
قسم یہ آواز بیحد اور بے واسطہ ہمیشہ ایک ہی طرح پر ظاہر اور جاری
رہتی ہے کم زیادہ اور متغیر اور متبدل نہین ہوتی اور بے جہت ہے
گو تمام عالم اس آواز سے پُر ہے مگر اہل دل کے سوا کوئی اس
آواز کو پہچان نہین سکتا اور نہ سنتا ہے یہ آواز کل موجودات کی
پیدائش سے پہلے تھی اور اب ہے اور آیندہ ہمیشہ رہیگی اس آواز کا

نام بجز آواز مطلق نہے ہے کوئی شغل اس سے بہتر اور بالاتر نہین شاغل کی احتیاط اور سعی سے تمام اشغال صادر ہوتے ہین جب شاغل اُنسے باز رہتا ہے منقطع ہو جاتے ہین مگر یہ شغلِ شریف جو ہمیشہ شاغل کو بے ارادہ اور بے انقطاع اور انفصال کے میسر ہوتا ہے اکثر صحیح احادیث سے جو صحاح ستہ مین مسطور ہین ظاہر ہوتا ہے کہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اس شغل مین مشغول رہتے تھے[1] مگر کسی عالم کو اسکا واقعی بھید نہ کھلا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسولِ خدا صلعم نبوت سے پہلے کھانا اپنے ساتھ لیجاکر غارِ حرا مین جو نزد مکہ معظمہ کے نزدیک مشہور و معروف ایک غار ہے تشریف لیجاتے اور اس غار مین اس شغل کے ساتھ مشغولی فرماتے اسکے اثر سے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی صورت ظاہر ہوتی اور وحی کے اُترنے کی ابتدا بھی یہی ہے اسکے بعد جو کچھ ہوا ہُوا۔

طریق شغل سلطان الاذکار

طریق شغلِ سلطان الاذکار جو کوئی اس شغلِ مبارک سلطان الاذکار کو شروع کرنا چاہے اُسے چاہیے کہ رات کو تاریک حجرے مین اور دن کو جنگل مین جہان آدمی کا گذر نہو یا ایسے حجرے مین جہان کسیکی آواز نہ پہنچے بیٹھکر اپنے کانون کیطرف توجہ اور غور کرے ضرور بالضرور لطیف آواز سنائی دیگی رفتہ رفتہ وہ آواز ایسی غالب ہو جاویگی کہ ہر وقت اور ہر جگہ اور ہر طرف سے وہی آواز آویگی جو آواز کہ اس شغل کے ذریعہ سے معلوم ہوگی وہ اور آوازون کا ایک قطرہ ہے جو تمام عالم مین موجود ہے وہ دریا ہے یہ آواز اُسی دریا کا ایک قطرہ ہے سے تو بگوشِ خویش گوشے بنہ و بہوش بنگر کہ جہان پُر است یا نہ ہمہ از صدائے مطلق ہ حضرت موسیٰ صلوات اللہ علیہ علی نبینا سے افلاطونِ حالی نے کہا کہ اے زنِ حاضر کے پسر تو ہی کہتا ہے کہ پروردگار مجھسے باتین کرتا ہے حالانکہ وہ جہت سے پاک ہے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ واقع مین مین یہی دعوی کرتا ہون اور ہر طرف سے آواز سنتا ہون انقطاع اور حروف کی ترکیب سے منزہ ہے افلاطون نے موسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کی اور اُنکی رسالت پر اقرار کیا حضرت پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے وحی کے نزول کی کیفیت

[1] یعنی نبوت سے پہلے اور بعد بھی ۱۲ محمد جمال الدین دہلوی عفی عنہ

پوچھی آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ کبھی مجکو دیگ کے جوش کی مانند کبھی شہد کی مکھی کی مانند ایک آواز آتی ہے اور کبھی فرشتہ مرد کی صورت مین کچھہ حروف کہتا ہے کبھی سلسلہ جرس یعنی گھنٹہ کے مانند آواز سنتا ہون خواجہ علیہ الرحمۃ نی اسطرف اشارہ فرمایا ہے ؎ کس ندانست کہ منزلگہ معشوق کجاست ٭ اینقدر ہست کہ بانگ جرسی می آید ٭ اور مولانا عبد الرحمن جامی رح فرماتے ہین ؎ در قافلہ کہ اوست دانم نرسم ٭ این بس کہ رسد ز دور بانگ جرسم ٭ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی اونٹ پر سوار ہوتے ہو یہہ شغل غلبہ کرتا تھا یہانتک نوبت ہوتا کہ اونٹ کی دو نو زانو تک زمین تک جھک جاتے تھے ف وحی کی نزول کی کیفیت کا ذکر صحاح ستہ کی حدیثون سے صاف ظاہر ہے اور وہ صریح سلطان الاذکار کی طرف اشارہ ہی انبیاء علیہم السلام کی اسی آواز سے ایسی حالتین ہوتی تھین کہ وحی کی آتین اور احکام الٰہی معلوم کر لیتے تھے ۔ اور اولیاء کرام اسی آواز سے بیحرکت اور بیجہت اور بے انقطاع کی جمعیت اور لذت اور وجد اور ذوق حظ اٹھاتی اور پاتے ہین اور اسمین محو رہتے ہین یہانتک کہ اس لذت کی سبب ساری اشغال اور ذوق کو چھوڑ کر اس آواز کے دریا مین بیٹھہ کر بے نام ونشان گمنام ہو جاتے ہین حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ چھہ برس تک غار حرا مین سلطان الاذکار کرتے رہے اور مین بھی اُس غار متبرکہ مین بارہ۱۲ برس یہ شغل کرتا رہا بڑی بڑی کشائشین دیکھین نہایت تعجب اور حیرت یہ ہی کہ لوگ دور سے سفر کرکے حج کرنیکو جاتے ہین اس مکان مبارک کی زیارت تک بھی نہین کرتے حضرت میان[1] صاحب اس شغل مبارک کو اسقدر عزیز رکھتے تھے کہ اکثر اپنے مریدون سے اسکی لذت اور طریق بیان نہین فرماتے تھے صرف بعض بعض کو اشارہ کنایہ سے فرماتے تھے چنانچہ حضرت مولانا شاہ کو ایک سال کے بعد لا فقیر کو انہون نے چھہ مہینے کے بعد فرمایا جس طرح پر کہ بیان کیا گیا ہے اسکا لطف پا رہی ہون مل سکتا ہے سبب

[1] [illegible] محمد جمال الدین دہلوی عفی عنہ

[illegible]

کہ انہون نے اشارہ اورکنایہ سے تلقین فرمایا اور فقیر صریح اور مفصل کہتا ہے
اور بے پردہ دکہاتا ہے تنبیہ جب اس آواز کی پہچان ہوجاوے اسکو خوب کوشش کے
ساتھ محفوظ رکہنا چاہیے یہانتک بڑہاوے کہ ملکہ حاصل ہوتا جنگل اور حجرہ اور بازار اور
مجمع خلایق مین بھی اسکا غلبہ ہے اور ڈہول اور نقارہ کے آواز بلکہ انسے بھی سخت تر آوازون پر
غالب آوے اور غالب کیون نہ آوے کہ اصل ساری آوازونکی وہی ہے اسی سے ظاہر
کی تمام آوازین نکلین یعنی ظاہر ہوئین اکثر اس شغل والے میانصاحب کی مریدجو بازار
مین جاکر بیٹھتے تھے یہی معلوم کرتے جاتے تھے کہ شغل شریف کی آواز ساری آوازونپر
غالب آئی یا نہین ف جب شغل سلطان الاذکار اس مرتبہ تک پہنچ جاوے مبارک
ہو کہ شاغل پر عالم لطافت کہلا اور شغل لطیف کے شغل نے اسکو لطیف کیا اور دریاے
حقیقت نے دل سے جوش مارا جو حقیقت کے چشمہ کا وجود ہی اسوقت جانے کہ یہ آواز
ونداجو ہے اس آواز سے وجود کیطرف آئی چنانچہ اُس بیرنگ سے ہر جگہ رنگ ہستی کی
صورت اُسنے قبول کی اور جو وہ بے نہایت ہے اسکا رنگ اور صورت بہی بے نہایت ہے

فصل تیسری عالم جبروت کے بیان مین

اس عالم کو عالم احدیت اور عالم جمعیت
اور عالم آرام اور عالم تمکین اور عالم بے نفس بھی کہتے ہین جو بعضونے اس عالم کو صفات کہا ہے
غلط ہے اس گروہ کو بہت شخصونکو اس عالم کی حقیقت معلوم نہین ہوئی نا سمجھی سے پہچان نہ سکے
ہے اسماء صفات اگر عالم ارواح کے مرتبہ مین ہین تو داخل ملکوت ہین جو عالم حس مین
ظاہر ہوئی تو داخل ناسوت ہین اس سے ظاہر ہوا کہ اسماء صفات کے عالم کو عالم
جبروت کہنا درست نہین اس عالم کی سید الطائفہ ابو القاسم جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ
کے سوا کسی نے کچہہ خبر نہین دی انہون نے فرمایا ہے کہ تصوف وہ ہے جو ایک ساعت بیٹھے تو بے شمار ہو
شیخ الاسلام نے پوچھا بیشمار کیا ہے فرمایا بے تلاش کے دیدار کو پانا اور بندہ کی نسبت
وہ دامن میں کچھ نہ غالب ہے عالم جبروت وہ ہے کہ وہان عالم ناسوت اور ملکوت اور انکے متعلقات

تنبیہ

ف

فصل تیسری عالم جبروت کے بیان مین

تصوف

دکہائی نہین دیتی اور سالک اسطرح پر محو ہو جاتا ہی کہ خاطر خواہ آرام اور جمعیت پاتا ہی عالم
ناسوت اور ملکوت مین راز سے آگاہی نہین پاسکتا ایسا ہی عالم جبروت مین بھی
بی اختیاری ہے بعضی غافلون پر بہی خود بخود یہ ظاہری حالت ہو جاتی ہے یعنی جسوقت
آرام کرتے ہین انکو کسی قسم کی خواب نہین آتی اس عالم کا خیال رہتا ہی جب خواب سے
اٹھتے ہین تو کہتے ہین کہ آج ہم ایسے چین و آرام سے سوئے کہ کچھہ خبر نرہی اور صاحبِ دل اور آگاہ
ہین وہ اپنے اختیار کے ساتھ اس حالمین گزرتے ہین چنانچہ سید الطائفہ حضرت جنید
بغدادی نے اسیکی طرف اشارہ فرمایا ہی کہ جب جاگنی مین کوئی ناسوت اور ملکوت کیصورت
دلمین نہ گزری تو عالم جبروت مین ہے اور غافل اور آگاہ کے درمیان یہ فرق ہے کہ
غافل خوابمین عالم جبروت مین بے اختیار ہو جاتا ہے اور آگاہ جسوقت چاہے باختیار خود
خواب و بیداری مین عالم جبروت مین جاسکتا ہے اور عالم جبروت مین پہنچنے کا یہ طریق
ہے کہ تمام اعضاء کو حرکت سے باز رکہکر دونون آنکہونکو بند کرکے داہنے ہاتھ کو بائین
ہاتھ پر رکہکر دلکو تمام ناسوتی اور ملکوتی نقوش سے خالی کرکے نہایت آرام و فراغت
سے مربع بیٹھے اور نظر مین ظاہری اور باطنی دل پر خیال نہ لاوے تو عالم جبروت کو پہنچیگا۔

فصل چوتھی عالم لاہوت کے بیان مین اس عالم کو عالم ہویت اور عالم ذات اور
عالم بیرنگ اور عالم محبت اور عالم اطلاق کہتے ہین اور یہ عالم ناسوت اور ملکوت اور
جبروت کی اصل اور انکو محیط ہے اور عالم جسم کی مانند ہین اور یہ عالم لاہوت انکی بجان
ہی سب عالم اس سے نکلتے اور اسمین ملجاتے ہین یہ بذات خود ہمیشہ ایک حالت پر
رہتا ہے اسمین فرق نہین آتا ھُوَ الْاَوَّلُ ھُوَ الْاٰخِرُ ھُوَ الظَّاھِرُ ھُوَ الْبَاطِنُ
وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ ٭ دوسرے اور عالمون کے اس سے ایسی نسبت ہے
جیسے موج سے دریا کی اور ذرون سے آفتاب کی اور لفظون سے معنی کی تو جسوقت
یہ سعادت لایزال توحید اور بے زوال تحقیق اس عالم واقف سے ملی اور حاصل نصیب

اور ہوکر دریائی ہوویت مین پہنچے سوچے کہ جب وہ تمام ہو تو کون ہے اسکے سوا چارہ نہین کہ
اپنے آپکو عین ذات جانے اور مین تو کے اشارہ کو دل سے اٹھاوے ذاتکی تجلی اور توحید کی
یہی حقیقت ہے وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ چاہئی کہ اپنے آپکو عین اُسکی ذات سمجھکر
تمام عالم کو اپنے اندر اور اپنے آپکو سب عالم کے اندر خیال کرے اور وہم و وسواس کو ہرگز
اپنے پاس دخل ندے اور تعینات کو ذاتی حجاب نجانے ؎ ہرگز مگندار حجاب اندر یخ ؛؛
با آنکہ کند نقش حباب اندر یخ ؛؛ چہ بحر حقیقت ست کو نین در و ؛؛ چون یخ بمیان آب اندر یخ ؛؛
یعنی باوجودیکہ دریا برف سے جم جاتا ہے اور اُسپر حباب کا نقش بنجاتا ہے تو بھی برف مین پانی
چھپ نہین سکتا کیا معنی کہ جب برف پگہل جاتا ہے پانیکی وہی اصل نکل آتی ہے ضرور
کہ دوسری قسم کی صورت تبدیل ہوگئی مگر ذاتمین فرق نہ آیا پانیکی بدلے دودہ نہین ہوگیا
وہی پانیکا پانی رہا بس جیسے برف پانیمین اور پانی برف مین ہوجاتا ہے اسیطرح حقیقت
کا دریا حق ہے اُسمین برف کی مانند دونون جہان ہین جو خطرہ نظر آوے اُسکو بھی عین ذات
ہی جانتا کامل ہووے جب نسبت کمال کو پہنچ جاوے جس جگہ اور جس چیز پر نظر کرے اُسکو اپنی ہی
صورت جانے ہرگز اُسکو تنزیہ اور پاکی اور بیرنگی کا متصف نجانے کہ تشبیہ کی سعادت سے بے نصیب
رہیگا اور ایسی ہی محض تشبیہ کے ساتھ موصوف نکرے کہ تنزیہ کی دولت سے بے بہرہ ہوگا
پس پاکی اور ناپاکی اور تشبیہ اور تنزیہ سب اسکی ظہورات اور تعینات ہے جو ذرہ کو اس سے جدا جانے توحید
اور عرفانکی نعمت سے بے نصیب اور محروم ہے

تنبیہ

دریا جو حرکت کرتا ہے اس سے موج اور
نقش پیدا ہوتے ہین لاکھون بلبلے اور دائرے آسمانون اور زمینون کی طرح دکھائی دیتے
ہین لیکن یہ سب جدا نہین ہوسکتے اگر موج کے نقش کو دریا سے جدا کیا جاوے تو غیر گمان
ہے گو برائے نام جدا ہین لیکن ذات اور حقیقت مین ایک ہین رباعی توحید بگویم
الفہمی یارا ؛؛ موجود نگشتہ ہیچ یکی غیر خدا ؛؛ انہا کہ تو می بینی و میدانی غیر ؛؛ در ذات
ہمہ یک ہست و در نام جدا ؛؛ جب تک دریا مین صاف پانی ہے تب تلک بے صورت

اور بے رنگ ہوتا ہے جب جم گیا تو کبھی برف اور کبھی اولہ کی شکل ہوجاتا ہے آب
سمجھنا چاہئیے کہ برف اور اولہ وہی بیرنگ پانی ہے یا نہیں . جو چھوڑ دے تو وہی
پانی نام ہوگا یا کچھ اور پس جسنے حقیقت کی آنکھ سے پانی کو تمامی مرتبوں اور کیفیتوں میں
دیکھکر پہچانا پانی جان لیا ۰ دریاست وجود صرف ذات وہاب ؛ ارواح و نقوش
ہمچو نقش ماند بر آب ؛ بحر یست کہ موج میزند اندر خود ؛ گہ قطرہ گہہ موج گاہ ہست
حباب ؛ نادان لباس اور غیر بینی کی کیفیت میں پھنسا محروم رہتا ہے عارف
اور جاہل میں اتنا ہی فرق ہے پس عرفان یعنے تصوف اس سے
زیادہ نہیں کہ اپنی اصل کو پہچان کریں اور تو کی قید سے نکلجاوے کہ تو خود وہ ہے
اور ہمہ اوست ہے اور محال ہے کہ اُسکے سوا موجود ہو اس مطلب کی توضیح
کے لئے بہت سی تمثیلیں ہیں چنانچہ نقش اور نقطہ اور الفاظ اور معنی سارے
اُسی سے نکلے جڑ اور پتے اور شاخ اور میوے تخم ہی سے ہوتے ہیں
با این ہمہ کثرت وحدت کی مانع نہیں **رباعی** کرداز یگانگی دوئی را تاراج ؛
باید کہ کنی کام خود را تو علاج ؛ واحد متکثر نشود از اعداد ؛ دریا متبحر نشود از امواج
اختصار کے سبب سے مذکورہ بالا مثالوں پر اکتفا کیا گیا **ف** جاننا چاہئیے کہ
ذات محبت اور آفتاب حقیقت بیرنگی کی مرتبہ کہ کُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ
اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ اُسکی خبر دیتی ہی جب دوستی میں احببت کا اظہار ہوا
اور پوشیدگی کی نقاب ڈالی لیے دیدار اور مشاہدہ اور وصل کی لذت میں تمامی
ذات مقید ہوئی اب اگر مطلق کو ڈھونڈے ایکدن بے مقید کے نپاوے چنانچہ
گنج مخفی کے ظہور سے پہلے اگر مقید کو ڈھونڈے مطلق کے سوا نپاوے ہمیشہ
مقید کے ساتھ مطلق ہے اور مطلق کیساتھ مقید پس تحقیق جانے کہ حجاب کی
قید کا اطلاق نہیں اور تعینات ذات کی مانع نہیں پھر جس چیز پر اتنا

ہاتھ رکھا گیا تو بے پردہ کی عین ذات پر رکھا گیا اور جس پر نظر ڈالی بے حجاب
حسنِ مطلق دکھائی دیوے **رباعی** گویم سخنے زروے تحقیق و صواب ؛
گر مرد رہی قبول کن و روی متاب ؛ ہرگز نبود صفات بر ذات حجاب
کے نقش بر آب مانعست بر آب ؛ غرض سلوک میں شغل آخر و نہایت
کار اپنے کو قبول کر کے بیٹھنا ہے یعنے باوجود تقیدات کے اپنے آپ کو
عین ذات بحت صرف جہت او رہستی کے ساتھ جاننا اور جو کچھ اپنے سوا نظر آوے
عین خود سمجھنا دوئی کی جڑ دور کرنی اور بُعد او بیگانگی کے پردہ کا اُٹھانا اور
سب کو ایک ذات دیکھنا تو خود بخود لذت پاتا ہے ؎ یا لیلی وش من غیر من
مجنون نیست ؛ شمع از دائرہ پرتو خود بیرون نیست ؛ ۔ اسیات کا بعضے
اکابر نے اشارہ بھی کیا ہے ؎ از کنار خویش می یابم دمادم بوے یار ؛
زان ہمی گیرم ہمیشہ خویشتن را در کنار ؛ ہے یہ کہ جس کسینے اس نسبت کو درست کیا
اور اپنے وجود کی شرافت کی شناخت سے جو اکسیر اعظم سے اشرف ہے واقف
ہوا وہ غفلت کے جنگل سے اور ناوانی اور رنج اور جستجو اور وسوسہ گفتگو کی ......
سرگردانی سے چھوٹ کر فارغ ہوا قطرہ جب تک اپنے آپ کو دریا سے جدا جانے قطرہ ہے اور بندہ
جب تک اپنے آپ کو خدا نجانے بندہ ہے ؎ ای آنکہ خدا ہمیشہ خواہی ہر جا ؛ تو عینِ خدائی و
جدائی ز خدا ؛ این جستن تو بان ہمین می ماند ؛ قطرہ بمیانِ آب جوید دریا ؛ ۔
جب اس مرتبہ کو پہونچا حقیقت اور وحدت کا آفتاب طلوع ہوا اور وہم اور
پنداری کا ابر دور ہوا ظلمت اور نادانی کا حجاب اور پردہ اوٹھ گیا ؎
ہر چند حجاب درمیان وارد یار ؛ بر تارونی و خوش و خوب می نماید بسیار
چون جعلک نو بود نقابِ رخ او ؛ عینک کنیش چشم تو عبارہ اس مقام پر
ذکر اور ذاکر اور مذکور ایک ہو گئے صاحبِ لمعات قدس اللہ سرہ فرماتے

حال کی خبر دیتے ہین ٥ معشوق وعشق وعاشق ہر سہ یکی ست اینجا
چون وصل در نگنجد ہجران چہ کار دارد ٭ جب مرشد نے طالب صادق کو اس
مرتبہ پر پہونچا دیا اور ان باریکیون کو سمجھا دیا آگے اُسکو خدا کے سپرد کیا تعلیم
کی گنجایش نرہی کہ خدا کو تعلیم کرنا جائز نہیں ف جب سالک جان چکا کہ اصل
کام کیا ہے اور دلدار کی دوری اور جدائی کیا ہمیشہ خوش رہے **رباعی**
در ہجر تو بردم اندوہ و آزارم ٭ در وصل تو رفت ہستی و پندارم ٭ شادی اگر نصیب
جانم کردند ٭ اکنون تن و جان خود براحت دارم ٭ جبکہ سالک کا وجود کل کا وجود ہوگیا
اور رنج اور خوف اور غم اور وہم اور دوری اور مہجوری دل سے اوٹھ گئی اور
عذاب کے خوف اور ثواب کی امید سے چھوٹ کر ابدی نجات حاصل ہوئی
چاہے سو کرے اور جس صفت سے چاہے رہے ٥ بادشاہی رالگاہی
دوست آگاہی گزین ٭ چون باگاہی رسیدی ہرچہ میخواہی گزین ٭ لبشارت
لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ٥ اس حال والون کی شان مین نازل
ہوئی ہے مژدہ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ انھیں کے حق میں
ہے اس باب مین بہت سی آیتیں اور حدیثین اور بزرگون اور سلف کے مشائخ
کے اقوال ہین جسکو انکے دریافت کرنیکا ذوق و شوق ہووے وہ ہر ذرہ سے
حقیقت کا آفتاب دیکھے گا جو یہ نسبت کمال کو پہونچا دیگا تو اُسکے عین انکے
مین کچھ وہم نرہیگا ارباب باطن سے تحقیق کے بعد وہ خود بخود ایک لذت اور
بھید کا مطلب پاویگا جو اس یگانگی کو دیکھے گا جزو سے کل بنیگا اور قطرہ
سے دریا اور ذرہ سے آفتاب اور نیستی سے ہستی لیگا فقط

تمت بالخیر

بقیہ صفحہ ۲۴ ؏

جب ان حالون کو پہونچا اوران مقالون کو دیکہا اور ذکر وشغل کرکر اپنے وجود سے فارغ ہوکر مصداق مُوتُوا قَبلَ اَن تَمُوتُوا کا ہوگیا وہ توحید کا عارف ہے اسکے بغیر خبردار خبردار اس خطرناک میدان مین بے کامل ومکمل مرشد کے پاؤن رکھنا ہلاکت مین پڑجانے ہمارا کام ہے کہہ دینا یارو ؏ اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو ؏

تکملۂ مولف

ہرکسی را بہر کارے ساختند   میل او را در دلش انداختند ؏

فقیر محمد جلال الدین دہلوی عفی عنہ سے ارباب تحقیق اور اصحاب تدقیق پر واضح اور لایح ہوکہ صرف حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی اور حضرت علاؤالدولہ سمنانی اور حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رحمہم اللہ نے سر رشتہ خلافِ وجود شہود کو مانا ہے انکے سوا لاکہون بلکہ تمام اولیائے کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نے شہود کی تسلیم اور اس مسئلہ کے طے کے بعد وحدت الوجود تک قدم کو بڑہایا ہے اور اعلے مرتبہ پایا ہے چنانچہ سیدنا رسول اللہ صلعم اور حضرت علیؓ اور حضرت بایزید بسطامی اور حضرت محی الدین ابن عربی اور امام غزالی اور مولنا جامی اور شیخ عطار اور مولنا روم اور حضرت خواجہ محمد باقی اور شیخ ابوالعلا اور خواجہ خورد اور شاہ عبدالرحمن صوفی اور ملکالمہ شاہ عبدالرزاق جھنجہانوے اور شیخ امان پانی پتی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور شیخ المشارق والمغارب مولنا شاہ عبدالعزیز محدث اور مولانا محمد اسمعیل وغیرہم رضی اللہ عنہم انتہا بلکہ آخر مین حضرت مجدد کا بہی چار جزو کا اقراری رسالہ مولوی قاری عبدالرحمن صاحب پانی پتی کے ہان موجود اور شفیقی محبی مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا رسالہ رشیدیہ اور محبی جناب مولوی شیخ محمد صاحب تہانوی کے الہامات جو چہ زمزم پر قلمبند ہوئے اور محبی تکرمی قاسم العلوم مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کا مدلل مکتوب اسمی فقیر خود مثبت وحدت الوجود اور حسب الارشاد ہادینا حضرت حاجی امداد اللہ صاحب تہانوی مہاجر تصنیف قدانیہ ترکیۃ لنفس

اور تجلیۂ روح کے بعد یہہ خود بخود منکشف ہوجاتا ہے نہ صرف لسّانی کارروائی پر جو نفس الامر
مخالف مطلب ہے کیجا دے حال کو فقط قال کے حوالہ کر دینا الحاد مین پڑنا ہے ٭
حیف باشد این سخن در گوش عام ٭ طوطیا در چشم نابینا کرد ٭
عشق کیا شے ہے کسی کامل سے پوچھا چاہیئے ٭ کس طرح جاتا ہے دل بیدل سے پوچھا چاہیئے
کیا مزا آتا ہے یار و قتل ہو پیارے کے ہاتھ ٭ اس کی لذت کو کسی گھائل سے پوچھا چاہیئے
وقس علی ہذا اگر ان سب پر لغزش کا احتمال ہو عالم کی تمام کام درہم برہم ہوجاوینگے جو
مصداق لم تقولون ما لا تفعلون نہ کرے کو کہنے پر چھوڑ دینگے محل ہلاکت سے
چھٹکارا نہ پاوینگے - بس آئینۂ خیال مین منظر اور مظہر کی بحث مخیلہ سے عینیت اور وحدت
وکثرت کو شاغل پر خود مظہر ہے تشبیہہ تنزیہہ کی نافی نہین اس سے زیادہ تصریح کی اجازت
نہین کلام مجید اور احادیث سے یہہ امر ظاہر وباہر ہے پھر پہلی کتب سلوک وشطحیات
بہت اس سے پُر سرد وگرم لو ہے اور پھول اور اُسکی خوشبو کی تفاوت اور آفتاب اور اوسکی
عکس اور آئینہ اور اُسکے عکس اور بلبلے اور پانی اور برف اور اولہ وغیرہ ہزارہا نظائر ارباب بصیرت
خود توجہ سے جان سکتے ہین ٭ کشتی درون دریا دریا درون کشتی ٭ صد ہزاران اینچنین
اشباہ ہین - در خانہ اگر کس ست حرفے بس ست ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ
اسکے سوا اصل کتاب ہذا مین بھی اپنی جگہ ذکر ہوچکا جو پہلے ہی ناظرین کی نظر سے گذرا ہوگا
کما لا یخفٰی والسّلام علٰی من اتبع الھدیٰ ٭

تاریخ فقیر مولف ٭

چون جمال العارفین کردم تمام	با ہزاران لطف وحسن اہتمام
یکہزار و دو صد و افزون نود	گین حدیقۂ نوبہار آید بپایۂ انتظام
ہست از قادر بدان از قادری	اینچہ گفتیم فافہم والسّلام

تقریظ طبعزاد محب با اخلاص مولوی محمد خان غریب تخلص سہارنپوری
صانہ اللہ عن آفات المعنوی والصوری ادینہ ناظرین ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریف کے لایق وہ موجود بے قیود ہے جسنے انسان ناسوتی کو اسرار
لاہوتی کا مظہر بنایا اور ارواح ملکوتی کو انوار جبروتی سے منور فرمایا اور درود کے
قابل وہ وجود با جود ہے جو نقطۂ دائرۂ شہود اور موجودات عالم کا مقصود ہے
اُسکی آل و اصحاب پر سلام اے یوم القیام ۞ ہم دامن آلودگان غبار کثافت کم حوصلہ
پست ہمت بے بضاعت کا کیا دل گردہ جو ذات احدیت کی ماہیت کما حقہ جانین
یا پہچانین السبیل مسدود و الطالب مردود شعر جب کھے خود نبی کہ یا مالک ؎
ما عرفناک حق معرفتک ؎ اما چون ان لاینرک کلہ فقیر روسیاہ غریب گمراہ خدمت مین
مستان ذوق و شوق کے عرض رسا ہے کہ ان دنون جمال جلال صاحب جمال
و کمال والی ولایت مرتضوی ابو القاسم مولانا محمد جمال الدین صاحب علوی دہلوی
نے رسالہ حق نما مصنفہ صاحب فروشکوہ محمد دارا شکوہ خلف اکبر شاہ جہان حضرت
رحمہما اللہ تعالے بالغفران کا جو حقیقت مین حق نما ہے ترجمہ کیا بلحاظ معاورہ
خیال حل اشکال اور تنقیح مطالب اور تشریح مآرب کو ہاتھ سے ندیا پھر اُسکا
تحشیہ لکھدیا واقعی یہ رسالہ تصوف مین حق نما ہے طریق طریقت کا پیشوا ہے
جو صاحبدل اُسکو غور سے ملاحظہ فرما کر عمل مین لائین گے یقین ہے خدا تک
پہونچ جائین گے اس رسالہ کی تعریف کا انتہا محال ہے یہان زبان ناطقہ گویا
لال ہے کیون نہو جسکی تاریخ خزینہ خوبی ہے اور مخزن علوم ولایت
مرغوب طالب اہی اور خزینہ حقیقت

۱۲۹۰ھ ۱۲۹۰ھ ۱۲۹۰ھ ۱۲۹۰ھ

شاہ محمد
درسکندرآباد دکھن
آٹھوین ذیقعدہ
سنہ ۱۳۱۶ھ سہ شنبہ

قطعہ تاریخ طبع سابق از صاحب تقریظ

رسالہ جو ہے حق نما ای غریب　　کیا اُسکا علوی نے اب ترجمہ
پئے سال تاریخ دل نے مرے　　کہا خوب ہے ترجمہ واہ واہ

فہرست مطالب

التماس

فقیر محمد جمال الدین علوی عفی عنہ عرض کرتا ہے کہ اسوقت الہامات جناب مشفقی مولوی شیخ محمد صاحب تہانوی سلمہ اللہ تعالے تو اسکے مدون کے پاس ہین غالباً وہ چہپواکر طالبونکو متمتع کرینگے اور خطوط مجمع قاسم الخیرات مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی سلمہ اللہ تعالی ایک وحدۃ الوجود دوسرا سماعت اموات کے اثبات مین آئی فقیر جو مظفر نگر سے ہو نکے مین دستخط خاص مؤمن گر عالم عنایت فرمائے خاص فقیر مولوی حاجی محمد قاسم صاحب سلمہ نے بعد غالباً قریب چہپکر کحل دیدہ ارباب بصیرت و نور بخش چشم نظارگیان و طالبان ہوگا فقط تمت بالخیر

تمت